© rasailojaraid.com

# تحقیق علم کا اصل میدان

ایک اہم واقعہ بھی آپ کے گوش گزار کروں جو اہم بھی ہے اور عبرت خیز بھی۔

قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال اسی جلسہ پر تشریف لائے' میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ایک صبح نماز فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے؟ کہا ہاں! ٹھیک ہی ہے۔ میاں مزاج کیا پوچھتے ہو' عمر ضائع کر دی!

میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں' دین کی اشاعت میں گذری ہے' ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں' مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں' آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی!

فرمایا: میں تمہیں صحیح کہتا ہوں' عمر ضائع کر دی!

میں نے عرض کیا: حضرت کیا بات ہے؟

فرمایا: ہماری عمر کا' ہماری تقریروں کا' ہماری ساری کدوکاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں' امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں۔ یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا' تقریروں کا اور علمی زندگی کا ——— اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟ ابو حنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا' وہ تو ہمارے محتاج نہیں ——— اور امام شافعیؒ مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ اور دوسرے مسالک کے فقہاء جن کے مقابلے میں ہم یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں' کیا حاصل ہے اس کا؟ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو صواب محتمل الخطاء (درست مسلک جس میں خطاء کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے کے مسلک کے "خطاء محتمل الصواب" (غلط مسلک جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں ان تمام بحثوں' تدقیقات اور تحقیقات کا' جن میں ہم مصروف ہیں۔

پھر فرمایا: ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کونسا مسلک صواب تھا اور کونسا خطاء۔ اجتہادی مسائل صرف یہی نہیں کہ دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا'



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دنیا میں بھی ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح ہے اور وہ بھی صحیح ' یا یہ کہ یہ صحیح ہے' لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطا ہو اور وہ خطا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو۔ دنیا میں تو یہ ہے ہی' قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین حق تھا یا ترک رفع یدین حق تھا؟ آمین بالجہر حق تھی یا بالسر حق تھی؟ برزخ میں بھی اس کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا اور قبر میں بھی یہ سوال نہیں ہوگا۔

حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ یہ تھے:

"اللہ تعالیٰ شافعی کو رسوا کرے گا نہ ابوحنیفہؒ کو نہ مالکؒ کو نہ احمد بن حنبلؒ کو' جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے' جنہوں نے نور ہدایت چار سو پھیلایا ہے' جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گذریں' اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدان حشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ ابو حنیفہ نے صحیح کہا تھا یا شافعی نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس۔ یہ نہیں ہوگا —— تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا ہے نہ برزخ میں' نہ محشر میں' اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی' اپنی قوت صرف کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی' مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں' جنکی دعوت انبیاء کرام لیکر آئے تھے جنکی دعوت کا ہمیں حکم دیا گیا تھا اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی' آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی۔ یہ ضروریات دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے و اغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں' اور وہ منکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے ہونا چاہیئے تھا وہ پھیل رہے ہیں۔ گمراہی پھیل رہی ہے' الحاد آرہا ہے' شرک و بت پرستی چل رہی ہے' حرام و حلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے' لیکن ہم لگے ہوتے ہیں ان فرعی و فروعی بحثوں میں۔

(مولانا مفتی محمد شفیع "وحدت امت" صفحہ ۱۸ تا ۲۰)

## چائے اور ام الخبائث

لوگوں نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق چائے اور کافی پی' سید راس مسعود صاحب نے کشمیری چائے کی فرمائش کی تھی وہ بھی بن کر آئی گو رنگ تو کشمیری چائے کا ضرور تھا مگر مزہ ہمارے ہندوستان کے کشمیری بھائیوں کی چائے سے کم تھا' افغانستان میں چائے کی پیالی کئی پیالیاں پی جاتی ہیں مگر صرف پہلی پیالی میٹھی ہوتی ہے باقی تلخ' مگر یہ "تلخوش" تو مجھ "صوفی" کو "ام الخبائث" ہی معلوم ہوئی

(سیر افغانستان از علامہ سید سلیمان ندویؒ ص ۱۱۲)



© rasailojaraid.com